تاریخ شاہجہان - ایک مطالعہ

قسط ۲

عبدالرؤف خاں ایم۔اے تاریخ۔ اودئی کلاں (راجستھان)

انمیں سے کچھ الفاظ کو کاتب کی "اصلاح" کے زمرہ میں ڈالا جا سکتا ہے لیکن وہ تمام الفاظ پر اپنا دستِ تصرف دراز نہیں کرسکتا۔ بہرحال یہ عالم تب ہے جبکہ ایک صاحب نے مسودہ پر نظرِ ثانی بھی فرمالی ہے یعنی؛

ہر ورق پر ہے میر کی اصلاح   لوگ کہتے ہیں سہو کاتب ہے (سودا)

ص ۱۵۷ پر بحیرۂ عرب کو بحرِ عرب لکھا ہے جبکہ بحیرہ لکھنا چاہیئے جو بحر کا اسم تصغیر ہے اور بحیرۂ عرب چونکہ بحرِ ہند کا ایک حصہ ہے اس لئے اُسے بحرِ عرب نہیں کہہ سکتے۔ کئی الفاظ کی جمع بھی خلافِ قاعدہ بنائی گئی ہے مثلاً دیباچہ ص ۲ اور ص ۶۹ پر تجویز کی جمع تجویزات ص ۱۷۹ پر تکلیف کی جمع تکلیفات، ص ۱۶۰ پر پسماندہ کی جمع پسماندگوں اور ص ۱۵۸ پر تحفہ کی جمع تحفہ جات بنائی ہے جنہیں ہم تحریف کاتب نہیں کہہ سکتے۔ ظاہر ہے کہ ان الفاظ کی جمع علی الترتیب تجاویز، تکالیف، پسماندگان اور تحائف ہونا چاہیئے۔ افغان قبیلہ خطک یا خٹک کو چونکہ "کھٹک" لکھا ہے اس لئے اس کی جمع بھی "بے کھٹکے" کھٹکوں لکھی ہے جسے پڑھ کر صحیح صورتِ حال سے واقف قاری زیرِ لب مسکرائے بغیر نہیں رہ سکتا۔ لیکن اس سے زیادہ حیرت افزا بات یہ ہے کہ کچھ الفاظ کی جمع انگریزی زبان کے قاعدہ کی رو سے بنائی ہیں شاید اس لئے کہ اردو کا دامن وسیع ہو۔ مثلاً "land of sisodias" کا ترجمہ کرتے ہوئے راجپوت قبیلہ سسودیا کی جمع "سسودیاس" (ص ۱۵۱) لکھی ہے نیز ص ۱۹۷ پر Shah Jahan's کا ترجمہ

"شاہجہاس" ہی کیا ہے یعنی انگریزی کی اضافت اردو میں رائج کردی گئی ہے۔

اکبر نے عام فوجیوں کے علاوہ کچھ مخصوص فوجی بھی بھرتی کرنا شروع کیا تھا۔ انہیں "احدی" کہتے تھے۔ بادشاہ خود ان کا تقرر کرتا تھا۔ ان کے داروغہ کو "بخشی الاحدی" کہتے تھے۔ شاہجہانی عہد میں زین العابدین داروغۂ احدی تھا۔ ڈاکٹر سکینہ صاحب نے ص ص ۶-۳۵ پر "Bakhshi ul Ahadis" لکھا ہے جس کا ترجمہ "بخشی الحدیث" (ص ۶۶) کیا ہے۔ معلوم نہیں مترجم موصوف کیا کہنا چاہتے ہیں۔ ممکن ہے زین العابدین کو محدث خیال کیا ہو۔ جبکہ سر جدوناتھ سرکار نے احدی کا ترجمہ "Gentleman Troopers" کیا ہے (مغل ایڈمنسٹریشن) آجکل سست کاہل اور ڈھیلا کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

تاریخی کتب میں صحتِ سنین کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے مگر زیر نظر ترجمہ میں اس طرف بھی توجہ مرکوز نہیں کی گئی بلکہ بے اعتنائی سے کام لیا گیا ہے۔ مثلاً شہزادہ سلیم و راجکماری مان متی کی شادی کا سنہ ۱۵۶۶ء بتلایا ہے (ص ۱۴) جبکہ شہزادہ کی ولادت ہی اگست ۱۵۶۹ء میں ہوئی تھی اور شادی ۱۵۸۶ء میں۔ اس کے علاوہ ص ۱۳۸ پر ۱۶۳۲ء کے بجائے ۱۶۳۳ء، ص ۱۱۰ پر ۱۶۴۲ھ کے بجائے ۱۶۴۲ء، ص ۱۷۸ پر ۱۱ فروری ۱۶۴۶ کے بجائے ۶ فروری ۱۶۴۶ء، ص ۱۶۷ پر ۱ مارچ کے بجائے ۳۰ مارچ اور ص ۲۷۰ پر ۱۳ اپریل کے بجائے ۳ اپریل ہونا چاہیے۔

تاریخی کتب کے مترجم کے لئے صرف ادیب ہونا کافی نہیں بلکہ اس کی نظر متعلقہ عہد کے اقوام و ملل و قبائل اور متعلقہ حکمران کے حدود مملکت کے جغرافیہ پر بھی ہونا ضروری ہے ورنہ قبائل و اعلام اور مقامات کو کچھ سے کچھ بنا دے گا۔ قبائل کے سلسلہ میں خٹک، سودیا وغیرہ کا املا ہم دیکھ چکے ہیں اب ذرا اسماء و اعلام پر ایک نظر ڈال لی جائے۔ جنہیں راقم نے ہلالین میں درست کرتے ہوئے لکھا ہے:

راجہ سلیوان ص ۴۳ (راجہ سالباہن) حکیم گیلانی ص ۴۲ (حکیم علی گیلانی) محمد صالح کنبوح ص ۶۵ (کنبوہ) سعید حسن کبموہ ص ۱۱۷ (کونا) مراد بدخشانی ص ۲۰ (... بدخشی) راؤ رتن ماداص ۳۷ نیز ہاڈا ص ۷۷ (راؤ رتن ہاڈا) بالسنفر ص ۸۰، بائسنگر ص ۱۱۱، باسنقر ص ۱۲۷ اور ایک صفحہ پر بائسقر (بالسنغر) تیمورث ص ۸۶ (طہمورث) نہر خاں ص ۸۱ (ناہر خاں) خانِ زبان ص ۹۰ (خانِ زماں)

بہلول میانی ص ۹۱ (بہلول میانہ) خانِ اعظم ص ۹۲ (اعظم خاں) شائستہ خاں ص ۳۸ (شائستہ خاں) کوئی شاعر رائے ص ۹۸، کوئی رائے ص ۷، ۱۰۶ (کوی شاعر رائے)۔ اسے بعض صفحات پر "کولی رائے" بھی رقم فرمایا ہے: جھجار سنگھ کا نام مختلف صفحات پر مختلف املا سے لکھا ہے شلاً جھجار سنگھ جج ہار سنگھ اور جھجھار سنگھ۔ بیر دیو سنگھ ص ۱۰۴ (بیر سنگھ دیو) پریم جیت ص ۱۱۱ (وکرم جیت) خواص حاں بیجاپور کے اَمر خاں ص ۱۳۳ (خواص خاں بیجاپوری "اَمر") جا دیوراؤ ص ۱۳۲ (جادو راؤ) ملا نفسیلئے شیرازی ص ۱۶۲ (ملا تقیائے شیرازی) شافیہ ص ۱۶۲ (شفیعائے یزدی) نذر محمد والی بدخشاں کا املا تقریباً آٹھ دفعہ "نظر محمد" لکھا ہے یہ سلسلہ ص ۶۹ سے شروع ہوتا ہے۔ اے خانم ص ۱۰۲ (آئے خانم، آئے ترکی زبان میں ایک مہینہ کا نام ہے) تروی خاں ص ۱۰۵ (تروی علی قطغان) نیز اصالت علی (اصالت خاں) علی مزد خاں ص ص ۱۷۷ و ۱۹۰ نیز علی مردان خان ص ص ۱۸۵، ۱۹۴، ۲۰۵ (علی مردان) قولیبج خاں ص ص ۱۷۸ و ۲۰۶ (قلیچ خاں) اسے ایک دیگر صفحہ پر قولنج خاں بھی لکھا ہے، قولنج ایک مرض کا نام ہے۔ نوذا د (مرزا نوذر) عبدالغازی ص ۱۹۸ (ابوالغازی) فرمان قلی ص ۲۰۶ (قربان قلی) اجرو پ ص ۲۰۷ (راجہ راجروپ) عبدالرشید الطاطوی ص ۲۲۵ (عبدالرشید ٹھٹوی یعنی صاحب فرہنگ رشیدی) کاوندر ص ۲۲۶ (کوِ بیندر) ملامراق ص ۲۶۴ (ملا میرک جس میں کاف تصغیر کا ہے) امرؤ سنگھ ص ۲۷۰ (امر سنگھ) ساق النسار ص ۲۶۵ (ستی النساء) ناہر دل چلا ص ۲۸۱ (ناہر دل چیلا یعنی شاگرد) چنتر اخاں، سری مان ص ۲۸۶ (چتر خاں، سری من) بال منی ص ۲۹۱ (بال متی) کو یراج شیام لال داس ص ۲۹۱ ج ۲ (کوِی راج شیام داس) حکیم دوانی ص ۲۹۲ (حکیم دوائی) بلوچ بین ص ۲۹۲ (بلوخ بین) مسرابندو ص ۲۳۰ (مشر بندھو) سیدلئے گیلانی ص ۳۴۳ (سیدائے گیلانی) رزق اللہ مقرب خاں ص ۳۴۸ (رزق اللہ ابن مقرب خاں) ظفر خاں ماموری ص ۸۲ (... معموری) راجہ رامان ص ۵۶ (رائے رایان) الفنسٹن ص ۵۶ (الفنسٹن) صفحہ ۲۳۱ حاشیہ نمبر ۹۹ پر جن اشخاص کی فہرست دی ہے وہ یہ ہے:۔

"(۱) یاقوت صرفی (۲) ملا میر (۳) علی سلطان (۴) علی میر عماد (۵)..." اس فہرست کو یوں لکھنا چاہیے تھا:

"...(۱) یاقوت صرفی (۲) ملا میر علی (۳) سلطان علی (۴) میر عماد..." رجال کے سلسلہ میں

تفصیل طویل ضرور ہوگئی ہے مگر اسے مکمل نہیں کہہ سکتے کیوں کہ بخوف طوالت سیکڑوں اسمار ارادتاً حذف کرنے پڑے۔

اب مقامات کا حال بھی اختصاراً دیکھ لیا جائے۔

مقام دوراہہ (نزد اجمیر) کو ایک صفحہ پر دیوراے اور ص ۳۸۳ پر دیورائی لکھا ہے یعنی تذکیر کے ساتھ تانیثا بھی ضروری تھی۔ پائین گھاٹ کو ص ۸۰ پر بین گھاٹ ص ۹۳ پر پا بن گھاٹ ص ۹۴ پر پاپن گھاٹ، ص ص ۱۴۰، ۱۴۱ پر پیانی گھاٹ اور ص ۹۹ پر پیا بن گھاٹ ارقام فرمایا ہے۔ ص ۵۹ پر کانگڑہ کو کنگڑہ، رنتھنبور کو رن تھمبنور نیز ص ۲۶۳ پر راتھنبور، کالنجر کو ص ۹۵ پر کالیسخار، گولکنڈہ کو کہیں کو لکنڈہ اور کئی صفحات پر گرلگنڈہ، چنبل ندی کو ص ۱۵ پر جمبتل، اراکان کو ص ۱۱۹ پر آرکان، بکسر کو ص ۱۲۱ پر بیکسر، شولاپور ص ۱۴۶ پر شعلہ پور (آجکل ہمارے ملک میں کسی بھی شہر کو اچانک شعلہ پور میں تبدیل ہوتے دیر نہیں لگتی اب تو دیہات بھی شعلہ بننے لگے ہیں) بیدر کو دو صفحات پر "بدار" اور ص ۱۴۸ پر "بیدار"، ناندیر کو ص ۱۶۷ پر نانداڑ، پشاور کو ص ۱۷۸ پر پیشاورا اور دوحد کو دوھات لکھا ہے۔

مترجم کا فرض ہے کہ اس کی نگاہ عصری تاریخی تصنیفات پر بھی ہونی چاہیئے یا کم از کم جس تاریخی تصنیف کا ترجمہ کیا جارہا ہے اس کے بنیادی مآخذ و مصادر کے شمولات سے نہ سہی ان کتابوں کے ناموں سے تو واقفیت اقل درجہ میں ضروری ہے۔ مگر زیر نظر تبصرہ اور علمی نقد میں یہ گوشہ بھی تشنۂ تکمیل ہے۔ ترجمہ میں تاریخی کتب کے ناموں کا جو مثلہ کیا گیا ہے انہیں دیکھ کر یہ یقین ہی نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ "اردو ادب کا سماجی پس منظر" اور "مختصر تاریخ ادب اردو" کے فاضل مصنف کے قلم سے ہوگا۔ محسوس یہ ہوتا ہے کہ یہ کام ان کے شاگردوں کی ٹیم نے کیا ہے۔ بہرحال چند کتب تواریخ کا املا ملاحظہ ہو!

اختصار یہ ص ۷ کے تحت تاریخ بیجاپور "بساتین السلاطین" کا املا "بساطین السلاطین" اور اختصاریہ "بساطین" ارقام فرمایا ہے اور کسی ایک صفحہ پر بھی درست املا اختیار نہیں کیا گیا۔ ممکن ہے جن تلامذہ نے یہ کام کیا ہے ان نے اس لفظ کو "بساط" پر قیاس کیا ہو جبکہ "بستان" کی جمع بساتین ہے۔ اسی صفحہ ۷ پر حدیقۃ السلاطین کا مخفف "حدیقات"

لکھا ہے۔ قصص الخاقانی کو "قصاص الخاقانی" اور اس کا اختصاریہ "قصاص" ثبت فرمایا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ترجمہ کے نام پر اس تصنیف میں اردو داں طبقے کی تمناؤں کا خون جس بے دردی سے کیا گیا ہے اس کا قصاص کس سے مانگا جائے؟ ترقی اردو بورڈ اور انڈین کونسل آف ہسٹاریکل ریسرچ نئی دہلی سے یا مترجم سے، کوئی بتلائے کہ اس کا خون بہا کیا ہے؟!۔

قصاص خونِ تمنا کا مانگئے کس سے
گنہگار ہے کون اور خوں بہا کیا ہے

ص ۸ کالم ۱۲ پر صادق خاں کی "طبقاتِ شاہجہانی" کو طبقات شاہجہاں، ص ۱۲ پر مخزنِ افاغنہ کو مخزن افغانیہ سپرد قلم فرمایا ہے۔ ص ۱۳ سے ۲۸ تک ۱۶ صفحات جنہ بندی سے محروم ہیں یعنی اس کارِ خیر میں حسب توفیق ہر شخص نے حصہ لیا ہے۔ اس لئے اب ہم ص ۲۹ پر آتے ہیں جہاں دارا شکوہ کے منشی چندربھان برہمن کی معروف تصنیف "چہار چمن" کو "چار چمن" بنا دیا ہے۔ ص ۲۹ سے ص ۳۱۸ تک "مآثرِ جہانگیری" اور "مآثرالامرا" میں لفظ مآثر کو کم از کم ستر دفعہ "معاصر" رقم فرمایا ہے یعنی مآثر اور معاصر کے فرق کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا گیا۔ ص ۴۶ پر لطائف الاخبار کو "لطیف الاخبار"، ص ۳۰۲ پر مراۃ الاحمدی یا مراۃ احمدی کو "مرۃ الاحمدی" ص ۲۲ پر شہرۂ آفاق تصنیف معجم البلدان کو "مجموعہ البلدان" ص ۲۲۵ پر منتخب اللغات شاہجہانی کو صرف "لغاتِ شاہجہانی" اور فرہنگِ رشیدی کا نام اس صفحہ سے حذف کر دیا ہے۔ ص ۲۲۴ پر ملا طغرائی کی تالیف تاج المدائح "کو تاج لمدیح" لکھا ہے ممکن ہے "ال" کے الف کو کاتب نے صاف کر دیا ہو اور اس کارِ خیر سے کچھ ثواب حاصل کرنا چاہا ہو۔ مگر "مدیح" کے بارے میں کیا تاویل کی جائے جو "مدائح" کا صیغہ واحد ہے؛ ع

یک چند اگر مدیح کنی کامراں شوی

اور دنیا میں جلب زر کا یہ کارگر نسخہ ہے۔ ص ۲۲۴ پر "شش فتح کانگڑہ" نامی تصنیف کو "شاہ فتح کانگڑہ" لکھتے ہوئے جدت پسندی کا ثبوت دیا ہے۔ الفاظ کے املا کی کتربیونت کا یہ عالم اس وقت ہے جب کہ ڈاکٹر بنارسی پرساد سکسینہ نے اپنے پایاں نامہ میں جا بجا صوتی علامات (Diacritical Marks) کا خصوصی اہتمام کیا ہے تاکہ قاری عربی، فارسی اور اردو کے الفاظ

کو صحیح قرأت سے پڑھ سکے مثلاً لطائف الاخبار کو ہی لیجیے جسے سکینہ صاحب نے اس التزام کے ساتھ لکھا ہے: "LaTaif ul-AAbar" (ص ۳۲۲) ۔

انگریزی اور ہندی تصانیف کے ناموں میں بھی غلط املا اختیار کیا گیا ہے یا انگریزی کتابوں کے نام کا بھی ترجمہ کر دیا گیا ہے جبکہ وہ اسم معرفہ ہیں مثال کے طور پر ص ۳۲۶ ح ۱ پر سر جدوناتھ سرکار کی تصنیف "اسٹڈیز ان مغل انڈیا" کا ترجمہ حیرت انگیز طور پر "ہندوستان کے مغلیہ کا مطالعہ" کیا ہے جو صریحاً مغالطہ آمیز ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کے ترجمہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ ص ۳۲۰ پر مسٹر فرگیوسن کی مشہور کتاب "ہسٹری آف انڈین اینڈ ایسٹرن آرکی ٹیکچر" کا ترجمہ بھی مضحک ہے یعنی "ہندوستانی اور ایشائی تعمیر کی تاریخ" "Eastern" کا ترجمہ "ایشائی" کیسے ہو سکتا ہے؟ ص ۲۲۷ پر "برج بھاشا" کے معروف شاعر "کوی چنتا منی کی تمام کتابوں کو غلط و محرف املا سے لکھا ہے مثلاً "چھند وچار" کو "چند وچار" (چند خیال) لکھتے ہوئے ایک عجیب آمیزہ پیش کیا ہے جو اردو، ہندی کے لسانی جھگڑے کے خاتمہ کی جانب بہترین سیکولر پیش رفت ہے اور ہم آہنگی کی عمدہ مثال۔ اسی صفحہ ۲۲۷ پر "کاویہ پرکاش (काव्य प्रकाश) کو "کوی پرکاش" اور اس کی رامائن کے کوت (कवित्त) کو "کویتا" یعنی شاعری، کاویہ وویک (काव्यविवेक) کو "کاوے ویوک" نیز کوی کل کلپ ترو کو "کوی کل کلپت رو" کی شکل میں تحریف و مسخ کر دیا ہے۔ ص ص ۳۰۲، ۳ پر پنڈت گوری شنکر ہیرا چند اوجھا کی تاریخی تصنیف "راجپوتانہ کا اتہاس" کو "راجستھان کا اتہاس" لکھتے ہوئے "اپ ٹو ڈیٹ" معلومات کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ اوجھا صاحب نے جب تصنیف لکھی اور شائع ہوئی اس وقت تک "راجستھان" معرض وجود ہی میں نہیں آیا تھا۔

بیان کردہ تمام امور کو مدِ نظر رکھتے ہوئے عنوان "چند باتیں" ص ص ۵، ۶ کی اس عبارت پر بھی غور کر لیا جائے جس میں مترجم موصوف فرماتے ہیں کہ:

"یہ کام اور بھی مشکل ہو جاتا ہے اگر مصنف (یعنی سکینہ صاحب) میری مدد نہ کرتے حسن اتفاق سے وہ میرے کرم فرما استاد بھی ہیں۔"

لیکن ہم ترجمہ کی اغلاط کے پیشِ نظر یہ بات وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ ڈاکٹر سکینہ صا

نے اس کار خیر میں معاونت فرماتے ہوئے کتنا (۱۱۱۱۱۱) کیا ہے۔

نظر ثانی کے ذیل میں ص ۶ پر ڈاکٹر سید حسن احمد صاحب کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ارقام فرمایا ہے "شکر گزاری کے سلسلے میں ڈاکٹر سید حسن احمد صاحب (لکچرر پولیٹکل سائنس مسلم یونیورسٹی) کا احسان نہ ماننا میرا اخلاقی جرم ہوگا۔ موصوف نے جس محنت و نظر سے مسودہ پر نظر ثانی کی ہے وہ میرے لئے بڑی گراں بہا ہے۔ اگر ان کی توجہ شامل نہ ہوتی تو ترجمہ میں بعض ایسی فرد گزاشتیں (یا فرو گزاشتیں) رہ جاتیں جو کتاب چھپنے پر خود میرے لئے ناقابل برداشت ہوتیں!

عرض ہے کہ نظر ثانی کے باوجود جو فرد گزاشتیں رہ گئی ہیں کیا وہ سب قابل برداشت ہیں ؟ اور کتاب کا مطالعہ کرنے کے بعد کیا کوئی یہ باور کرنے کے لئے تیار ہوگا کہ مسودہ پر نظر ثانی کی گئی ہے۔ ہمارا یقین ہے کہ مسودہ نظر ثانی تو کیا اک نگاہِ غلط انداز کا بھی محتاج رہا ہے۔ ممکن نہیں ہوتا کہ یہ ترجمہ اس علمی شخصیت کے قلم سے ہے جن کا اسم گرامی ڈاکٹر گیان چند جیسے محقق اردو ادب نے اپنی گراں مایہ تصنیف "تحقیق کا فن" کے مختلف صفحات پر احترام سے لیا ہے۔ گمان ہوتا ہے، حالانکہ بعض گمان گناہ کے زمرہ میں آتے ہیں ترجمہ موصوف کے شاگردوں کی ٹیم نے بیکار سمجھ کر کیا ہو جن کے پیشِ نظر "نام نہ ... سے کیا کام" والی بات رہی ہو۔ خیال ہے کہ اس مترجم تصنیف کو شاید کسی غلط ... بین الاقوامی مقابلہ میں اول لانے کے تمام متعلقہ افراد نے جی توڑ کوشش کی ہے بھی ہے اتنا ضرور ہے کہ یہ ترجمہ گھٹیا مال سے بڑھیا مال مفت حاصل کرنے کی ... مولانا محمد حسین آزاد نے کسی ایسی ہی "محنت شاقہ" کے بارے میں فرمایا ہے!

... خیال کہ ملائے نکتہ داں بیٹھا ہے سر جھکائے بپائے چراغ داں
نظر ہے متن پہ بھی "ترجمہ" پہ بھی مضموں ہیں ہمدگر جو الجھتے کبھی کبھی

ترقی اردو بیورو ــــــــ کی اردو خدمات سے ہمیں انکار نہیں کہ اس سلسلہ کا کوئی بھی محنتی طالب علم پی ایچ ڈی کا مقالہ لکھ کر ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کر سکتا ... ترقی اردو بیورو اپنے تراجم کی طرف ضرور توجہ مبذول فرمائیں تاکہ وہ ... بہتر نہ بھی تو کم از کم معیاری ضرور ہوں۔ ۱۲